Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English

ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: http://www.arjish.com

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a

Creative Commons Attribution 4.0 International License

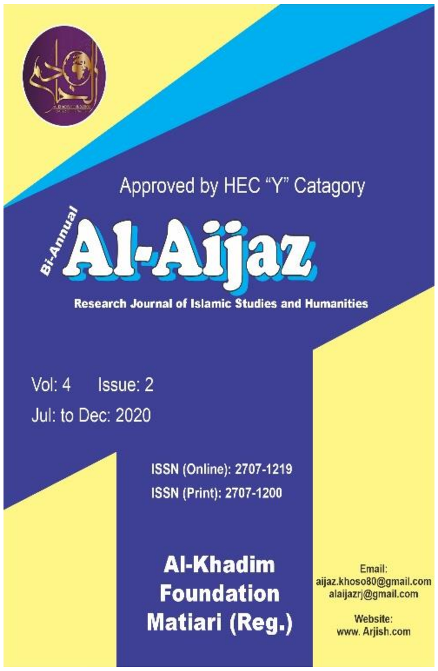

TOPIC:

(Salam Contract in Islamic Financial Institutions: Structure and Contemporary Shariah Implications)

AUTHORS:

1. Tahir Mahmood, Ph. D. Research Scholar, Department of Quran & Sunnah, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Pakistan.
Email: tahirmahmood0321@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-5670-1824.

How to cite:
Mahmood, T. (2020). U-16 Salam Contract in Islamic Financial Institutions: Structure and Contemporary Shariah Implications. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 251-269.
https://doi.org/10.53575/u16.v4.02(20).251-269

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/146

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 251-269

Published online: 2020-12-19

QR Code

اسلامی مالیاتی اداروں میں عقدِ سلم: ساخت اور معاصر شرعی تطبیقات

(Salam Contract in Islamic Financial Institutions: Structure and Contemporary Shariah Implications)

Tahir Mahmood*

Abstract

Salam Contract is an exceptional kind of sale transactions up to a considerable extent. The basic wisdom behind its permission was to cater the financial capital needs of farmers and other needy persons as an effective substitute measure to avoid indulging in usury (interest) based financial activities. Afterward, it has been used as a mode of Islamic Finance. Consequently, Islamic Institutions have adopted this mode in their financial activities and transactions on a large scale. This research article deals with a detailed review of its basic kinds, practiced structure and executed transactions in IFIs from Shariah point of view; to study the possible questions which may be raised in this regard, convincing replies to such objections and doubts, Shariah safeguards which determine restricted boundaries of this mode of Islamic finance and prevent it from including or comprising prohibited matters which might cause the invalidity of these transactions. This study is remarkably unique and unprecedented research on the topic in many aspects.

Keywords: Salam, Parallel Salam, Contract, Structure, Islamic Financial Institutions (IFIs), Shariah Review.

تعارف(Introduction)

اصطلاحِ شریعت میں بیع سلم ایسا عقد ہے جس میں مکمل قیمت کی پیشگی ادائیگی کے عوض متعین صفات کی حامل مبیع مقرّرہ وقت پر بعد میں فراہم کی جاتی ہے۔ یہ عام عقودِ بیع سے الگ نوعیت کا عقد ہے کیونکہ اس میں مبیع (مسلم فیہ) عقد کے وقت بائع (مسلم الیہ) کی ملکیت میں موجود نہیں ہوتی، بلکہ وہ اسے بعد میں حاصل کرکے مقرّرہ میعاد پر خریدار (ربّ السلم) کے سپرد کرتا ہے، نیز عقدِ سلم میں طے شدہ قیمت (رأس المال) کی مکمل ادائیگی مجلسِ عقد میں کرنا لازم ہوتا ہے۔

عقدِ سلم کی مشروعیت بعض جہات سے خلافِ قیاس ہے جس کی بنیادی حکمت جائز طریقہ سے تمویلی مقاصد کا حصول ہے تاکہ حاجت مند افراد کیلئے سود سے بچتے ہوئے سرمایہ کا حصول ممکن ہوسکے۔ تمویلی جہت کے پیشِ نظر اسلامی مالیاتی ادارے اسے ایک طریقۂ تمویل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تمویلی مقاصد کیلئے عقدِ سلم کا استعمال(Use of Salam Contract for Financial Objectives)

عقودِ تمویل کی مشروعیت کے جائزہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عقدِ سلم کی مشروعیت کی اصل اور بنیادی حکمت ہی تمویل ہے کیونکہ

* Ph. D. Research Scholar, Department of Quran & Sunnah, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Pakistan.
Email: tahirmahmood0321@gmail.com, ORCID ID: 0000-0001-5670-1824.

اس عقد کی مشروعیت پیداوار حاصل ہونے سے پہلے کاشتکاروں کے اخراجات پورا کرنے کیلئے عام قواعدِ بیع سے ہٹ کر ایک استثنائی رخصت کے طور پر ہوئی تھی، جس کا مقصد تمویلی ضروریات (Financial Needds) کا انتظام کرنا تھا۔ کاشتکار اس تمویلی طریقے سے حاصل شدہ سرمایہ کو فصل تیار ہونے تک اس پر آنے والے اخراجات بیج، کھاد، زرعی ادویات، مزدوری، پانی لگانے کی اجرت وغیرہ پر خرچ کرتے تھے۔ اس طرح سرمایہ کار کی تمویل (Financing) کی وجہ سے کاشتکار فصل کی تیاری اور پیداوار حاصل کرنے پر قادر ہو جاتا ہے، جبکہ تمویل فراہم کرنے والا سرمایہ کار تمویل کے عوض طے شدہ شرائط کے مطابق مسلم فیہ یعنی فصل کی پیداوار کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

مشروعیت کی بنیادی حکمت اور اپنی انفرادی ساخت (Structure) کے لحاظ سے عقدِ سلم تمویلی مقاصد سے قریب ترین مناسبت کا حامل عقد ہے۔ اس کے برخلاف دیگر شرعی عقود مثلاً مرابحہ یا اجارہ وغیرہ پر مبنی طرقِ تمویل کی اصل وضع، ساخت اور مشروعیت کا بنیادی مقصد تمویل نہیں تھا، بلکہ انہیں خاص حالات میں بعض شرائط اور قیودات کے ساتھ تمویلی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

غرض وغایت (Objective)

اس تحقیقی مقالہ کا مقصد عقدِ سلم کی تمویلی جہت سے اسلامی مالیاتی اداروں میں اس طریقۂ تمویل کے استعمال، ساخت اور معاصر شرعی تطبیقات کا تحقیقی جائزہ لینا ہے۔ اس جائزہ میں اسلامی مالیاتی اداروں میں رائج عقودِ سلم کی ساخت، شرعی تقاضہ، دستاویزی شکل، پاکستان میں عقدِ سلم کے رائج معاہدے، عقدِ سلم کی اقسام، متوازی سلم کی ساخت، شرائطِ جواز، ممانعت کی ممکنہ وجوہات کا سدِّ باب اور اسلامی مالیاتی اداروں کی تمویلی سرگرمیوں میں اس کا استعمال وغیرہ مباحث شاملِ تحقیق کئے گئے ہیں۔ اس تحقیقی جائزہ کا مقصد عقدِ سلم کی معاصر شرعی تطبیقات پیش کرنا ہے۔ مقالہ کے آخر میں تحقیقی مباحث سے ماخوذ نتائج پیش کر کے ان نتائج پر مبنی سفارشات تجویز کی گئی ہیں۔

- **اسلامی مالیاتی اداروں میں رائج عقودِ سلم (Prevailing Salam Contracts in IFIs)**

اسلامی مالیاتی ادارے اپنی تمویلی سرگرمیوں میں زیادہ تر مرابحہ اور مشارکہ متناقصہ کے تمویلی طریقوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اجارہ کا استعمال بھی بکثرت رائج ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ایک تحقیقی رپورٹ میں 2019ء تک اسلامی طرقِ تمویل کے تناسب کا جائزہ لیا گیا تھا، جس کے مطابق اسلامی مالیاتی اداروں کی سرگرمیوں میں اس وقت تک مرابحہ کا استعمال چالیس اعشاریہ چھ فیصد (40.6%)، مشارکہ متناقصہ کا استعمال تیس اعشاریہ آٹھ فیصد (30.8%)، اجارہ کا سات اعشاریہ سات فیصد (7.7%) اور بقیہ تناسب دیگر تمام طرق تمویل کے استعمال پر مشتمل ہے۔ اس میں عقدِ سلم کا تناسب چار فیصد (4.0%) اور عقدِ استصناع کا تناسب پانچ اعشاریہ چھ فیصد (5.6%) بنتا ہے[1]۔

مرابحہ، مشارکہ متناقصہ اور اجارہ جیسے کثیر الاستعمال طرق میں یہ قدر مشترک ہے کہ ان کا استعمال صرف اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ عقد کے وقت معقود علیہ ادارہ کی ملکیت میں موجود ہو کیونکہ شرعاً معاملہ کرتے وقت عقدِ بیع میں مبیع کا بائع کی ملکیت میں اور عقدِ اجارہ میں عینِ موجَرہ (کرایہ پر دی گئی چیز) کا موجِر (کرایہ پر دینے والے) کی ملکیت میں موجود ہونا ضروری ہے۔ تاہم بعض اوقات مالیاتی اداروں کو ایسی

تمویلی سرگرمیوں کی ضرورت درپیش ہوتی ہے جن کا معقود علیہ بوقتِ عقد ادارہ کی ملکیت میں موجود نہیں ہوتا۔ایسی صورت میں فقہ اسلامی میں دو(2) طرقِ تمویل کی اجازت دی گئی ہے جن میں معقود علیہ کی عقد کے بعد آئندہ کسی وقت پر دستیابی، تیاری، اور فراہمی کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ یہ طرقِ تمویل عقدِ سلم اور عقدِ استصناع پر مبنی ہیں۔

یہاں اسلامی مالیاتی اداروں میں استعمال ہونے والے عقودِ سلم کی بنیادی ساخت کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے تاکہ اس طریقۂ تمویل کی عملی شکل کے شرعی اصول وضوابط پر مبنی ہونے کی مختلف جہات کا جائزہ، اس طریقہ کا اسلامی تمویل میں کردار، اور اس کی دستاویزی شکل کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

➢ اسلامی مالیاتی اداروں میں عقودِ سلم کی ساخت (Structure of Salam Contracts in IFIs)

اسلامی مالیاتی اداروں میں عقدِ سلم کی بنیادی ساخت کے اعتبار سے دو(2) طرح کے عقود کئے جاتے ہیں:

1۔ عقدِ سلم کا ایک سادہ معاملہ: اسے مفرد عقدِ سلم کہہ سکتے ہیں۔

2۔ متوازی عقدِ سلم: یہ دو الگ الگ عقودِ سلم سے مرکب معاملہ ہوتا ہے۔

عقدِ سلم کی ساخت کا شرعی تقاضہ

عقدِ سلم کی ان دونوں اقسام (مفرد سلم اور متوازی سلم) میں شرعی لحاظ سے صرف اتنا ضروری ہے کہ عقدِ سلم کے ارکان، شرائط اور احکام کی مکمل رعایت کی جائے، عقدِ سلم کے عوضین (رأس المال، مسلم فیہ) کی مقدار، صفات اور ان کی ادائیگی یا سپردگی کی کیفیت کی اس طرح واضح طور پر تعیین کردی جائے کہ معاملہ میں کوئی ابہام یا جہالت باقی نہ رہے تاکہ بعد میں عاقدین کے مابین کسی نزاع کا امکان نہ رہے۔

لہٰذا اگر ان امور کی مکمل رعایت کرلی جائے تو اس سے عقدِ سلم کا شرعی تقاضہ پورا ہوجائیگا، اس میں شرعی لحاظ سے مزید کوئی چیز درکار نہیں ہے، خواہ معاملہ مفرد عقدِ سلم کا ہو یا متوازی سلم کا ہو۔ البتہ بعض دیگر مقاصد مثلاً عقد کی توثیق وغیرہ کیلئے انتظامی لحاظ سے مزید شرائط عائد کی جاسکتی ہیں جو عقدِ سلم کا براہِ راست لازمی شرعی تقاضہ نہیں ہیں۔ تاہم ان اضافی شرائط کیلئے یہ ضروری ہے کہ شرعی لحاظ سے وہ فی نفسہ جائز ہوں، مثلاً توثیق کیلئے جائز عقودِ ضمانت رہن، کفالت، حوالہ وغیرہ جائز امور ہیں، اس لئے ان کی شرط لگائی جاسکتی ہے، لیکن تعزیرِ مالی یا سودی جرمانہ شرعاً ناجائز ہیں، لہٰذا توثیق کیلئے انہیں اختیار نہیں کیا جاسکتا۔

اسلامی مالیاتی اداروں میں عقودِ سلم کا استعمال بکثرت ہوتا ہے، اس میں عقدِ سلم کے متعلق مختلف معاہدے اور دستاویزات تیار ہوتی ہیں اور ان کے ذریعہ ہی معاملہ انجام دیا جاتا ہے۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے عقودِ سلم میں استعمال ہونے والی دستاویزات اور معاہدے اپنی بنیادی ساخت کے لحاظ سے شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہوتے ہیں اور جواز کیلئے مطلوبہ شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتے ہیں، لیکن ان کی جزئیات، شرائط، یا شقوں میں انفرادی حیثیت سے کوئی خلافِ شرع بات شامل ہوسکتی ہے۔ لہٰذا مالیاتی اداروں میں رائج ہر عقدِ سلم کی انفرادی حیثیت کے بارے میں حتمی رائے کیلئے اس عقد کا شرعی نقطۂ نظر سے انفرادی طور پر تحقیقی جائزہ لینا ہوگا تاکہ تمام تفصیلات کے جائزہ کے بعد اس کے

جواز یا عدمِ جواز کا کوئی یقینی فیصلہ کیا جاسکے۔

یہاں عقدِ سلم کی بنیادی ساخت کے لحاظ سے مذکورہ دونوں اقسام (سادہ سلم اور متوازی سلم) کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

1۔ مالیاتی اداروں میں رائج سادہ (مفرد) عقدِ سلم

اسلامی مالیاتی اداروں میں ہونے والا سادہ (مفرد) عقدِ سلم ایسا معاملہ ہے جو ایک عقدِ سلم اور ایک عقدِ بیع پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ گاہک مثلاً شوگر مل یا آٹے کی مل کا مالک کوئی ایسی چیز مثلاً ایک ہزار من گنا یا گندم حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے جو کہ مستقبل میں دستیاب ہوگی، لیکن اس کی قیمت کی ادائیگی فی الحال درکار ہے، ورنہ بائع اس چیز کا معاملہ کسی ایسے فریق کے ساتھ کرسکتا ہے جو اسے پیشگی ادائیگی کرسکتا ہو، تاکہ وہ حاصل شدہ رقم کے ذریعہ اس چیز کی دستیابی کیلئے درکار اخراجات کا انتظام کرسکے۔ گاہک کے پاس فوری ادائیگی کیلئے درکار سرمایہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے وہ مالیاتی ادارہ سے رجوع کرتا ہے، اور اسے اپنی ضرورت سے آگاہ کرکے اس چیز کی خریداری کا آرڈر دیتا ہے۔ ادارہ بائع سے وہ چیز حاصل کرنے کیلئے عقدِ سلم کرتا ہے، مسلم فیہ (مطلوبہ چیز، مبیع) کی پوری قیمت اسے پیشگی ادا کردیتا ہے، اور اس چیز کی سپردگی کی تاریخ مقرّر کرلی جاتی ہے۔ جب اس تاریخ پر وہ چیز ادارہ کے حقیقی یا حکمی قبضہ میں آجاتی ہے تو ادارہ کی ملکیت اور ضمان میں آنے کے بعد ادارہ اپنے گاہک کو وہ چیز عام عقدِ بیع کے ذریعہ بیچ دیتا ہے۔ دونوں عقود (چیز فراہم کرنے والے عاقد مثلاً کاشتکار کے ساتھ عقدِ سلم، اور گاہک کے ساتھ عام عقدِ بیع) کی قیمت کا فرق ادارہ کا نفع ہوتا ہے۔

اس معاملہ میں سلم کا ایک ہی عقد ہونے کی وجہ سے اسے سادہ (مفرد) عقدِ سلم کہا جاتا ہے۔ اسکے برعکس متوازی سلم کا معاملہ دو عقودِ سلم پر مشتمل ہوتا ہے، یعنی متوازی سلم میں ادارہ اپنے گاہک اور چیز فراہم کرنے والے عاقد دونوں میں سے ہر ایک عاقد کے ساتھ عقدِ سلم ہی کا مستقل معاملہ کرتا ہے۔

اسلامی مالیاتی اداروں میں رائج یہ ایک سادہ عقدِ سلم ہوتا ہے جس میں عاقدین کے مابین کئے گئے عقدِ سلم کے متعلق تمام ضروری امور عاقدین کے اتفاق سے تحریری دستاویز کی شکل میں محفوظ کرلئے جاتے ہیں۔ یہ تحریری دستاویز باہمی مفاہمت کی یادداشت (اسے عربی میں "مذکّرۃ التفاہم"، اور انگریزی میں "Memorandum of Understanding" جسے مختصراً "MOU" کہا جاتا ہے)، بعض معاہدات (Agreements)، ثبوت وشواہد (Proofs & Evidences)، اور حفاظتی نقطۂ نظر سے لئے گئے ضمانتی دستاویز (Guarantees) پر مشتمل ہوتے ہیں۔ باہمی مفاہمت کی یادداشت (MOU) کا مقصد عقد سے متعلق امور کا ایک عمومی خاکہ بیان کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دستاویز کیلئے عربی میں "الإطار العامّ" اور انگریزی میں "General Framework" کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔

عقدِ سلم کی مفاہمتی یادداشت (MOU) میں عقد کے ایجاب وقبول کی کیفیت، مسلم فیہ کی مطلوبہ مقدار اور صفات، اس کی سپردگی کی کیفیت، ثمن (طے شدہ قیمت) کی تعیین کی بنیاد اور اس کی ادائیگی کی کیفیت، عقد میں شامل ضمانات (Guarantees) کی تفصیلات اور

دیگر متعلقہ امور شامل ہوتے ہیں۔

یہ یادداشت یا عمومی خاکہ ہر عقدِ سلم کیلئے مستقل طور پر الگ الگ بھی تیار کیا جاسکتا ہے، اور اس میں یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ عاقدین کے اتفاق سے ایک بار ایسی مفاہمتی یادداشت یا عمومی خاکہ تیار کر لیا جائے جو آئندہ ہونے والے متعدد عقود میں ملحوظ ہو۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

يجوز التفاوض على إنشاء عقود السلم بمعاملات محدودة تنتهي كل عملية بنهاية أجلها، كما يجوز أن يعد إطار عام أو اتفاقية أساسية تشتمل على التفاهم بإبرام عقود سلم متتالية، كل في حينه[2].

ترجمہ: سلم کے ایسے عقود کرنے پر اتفاق جائز ہے جو محدود معاملات پر مشتمل ہوں جن میں سے ہر معاملہ اپنی میعاد پوری ہونے سے ختم ہو جائے، جیسا کہ یہ جائز ہے کہ کوئی ایسا عمومی خاکہ یا بنیادی معاہدہ کر لیا جائے جو آئندہ وقت میں مسلسل عقودِ سلم کرنے کی مفاہمت پر مشتمل ہو، جن میں سے ہر ایک عقد اپنے وقت پر انجام پذیر ہو۔

عقدِ سلم جب اس مفاہمتی یادداشت (MOU) یا عمومی خاکہ (General Framework) کی بنیاد پر طے پاجائیگا تو یہ یادداشت یا عمومی خاکہ عقدِ سلم کا حصہ قرار دیا جائیگا۔ البتہ عاقدین کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی عقد کے وقت اس میں مذکور کسی شق یا شرط کا استثناء کر سکتے ہیں، یا اسے اس عقد میں ناقابلِ تطبیق (Not Applicable) قرار دے سکتے ہیں۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

إذا تم إبرام عقد السلم بناء على مذكرة التفاهم أصبحت المذكرة جزءا من العقد إلا ما استثناه العاقدان منها عند إبرام العقد[3].

ترجمہ: جب عقدِ سلم باہمی مفاہمت کی یادداشت کی بنیاد پر مکمل ہو جائے تو یہ یادداشت عقد کا جزء بن جائے گی، ان امور کے علاوہ جن کا استثناء عاقدین نے عقد کرتے وقت کیا ہو۔

نیز اس مفاہمتی یادداشت میں بعض مزید کاغذات کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ وہ دستاویز ہوتے ہیں جن کا کوئی ادارہ مقرّرہ قواعد وضوابط اور اپنے صوابدیدی اختیارات کی رُو سے صارفین سے مطالبہ کر سکتا ہے، مثلاً ان میں حفاظتی نقطۂ نظر سے عقد کی توثیق کیلئے مطلوبہ ضمانتی دستاویزات وغیرہ شامل ہو سکتے ہیں۔

نیز یہاں یہ پہلو ملحوظ رہنا چاہئے کہ ادارہ اس معاملہ میں اپنے گاہک کی وجہ سے شامل ہوتا ہے، لہٰذا یہ ہو سکتا ہے کہ ادارہ خود مطلوبہ اشیاء سے پوری واقفیت نہ رکھتا ہو، اور وہ ان اشیاء کے متعلق اپنے گاہک کی واقفیت، تجربہ اور مہارت کو استعمال کرنا چاہتا ہو۔ ایسی صورت میں ادارہ اشیاء فراہم کرنے والے عاقد (مسلم الیہ) سے معاملہ کیلئے خود اپنے گاہک کو اپنا نمائندہ، قائم مقام، یا نائب مقرّر کر سکتا ہے۔ فقہی لحاظ سے یہاں ادارہ موکل اور گاہک وکیل ہے۔ چنانچہ اس صورت میں ادارہ اپنے گاہک کے ساتھ دستاویزی شکل میں وکالت کا معاہدہ کرتا ہے جو کہ اصطلاح

میں "Agency Agreement/ Document" کہلاتا ہے۔

عقدِ سلم کے پاکستان میں رائج معاہدے

پاکستان کے اسلامی مالیاتی اداروں میں عقدِ سلم کے شرعی، قانونی اور انتظامی تقاضوں کی بنیادی ساخت کے لحاظ سے عقدِ سلم کے تقریباً یکساں تحریری معاہدے استعمال ہوتے ہیں، جو کہ مذکورہ بالا امور کی شمولیت کے ساتھ دستاویزی شکل میں وضع شدہ ہوتے ہیں۔ البتہ انفرادی حیثیت میں ہر مالیاتی ادارے میں رائج عقدِ سلم اپنی شکل وصورت، دستاویزی ترتیب اور انتظامی شرائط وضوابط کے مطابق دیگر اداروں سے مختلف ہو سکتا ہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (SBP) نے اپنی ویب سائٹ پر مالیاتی اداروں کیلئے اسلامی طرقِ تمویل کے مجوّزہ خاکے شائع کئے ہیں۔ ان میں عقدِ سلم کا اجمالی خاکہ بھی شامل ہے۔ اس کے تمام متعلقہ معاہدوں کی مراجعت کیلئے اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے[4]۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے پیش کردہ عقدِ سلم (Salam Contract) کا یہ مجوّزہ خاکہ تین طرح کے معاہدات (Agreements) یا دستاویز (Documents) پر مشتمل ہے:

1) Salam Agreement۔
2) Salam Agreement-1۔
3) Salam Agreement-2۔

پہلا معاہدہ "Salam Agreement" ہے۔ یہ عقدِ سلم کے عمومی خاکہ (General Framework) یا مفاہمتی یادداشت (MOU) کا مجوّزہ نمونہ ہے جس میں عقدِ سلم سے متعلق ضروری امور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں عقد کا مقصد، تعریفات، مسلم فیہ کی سپردگی، عقد کی فیس، انتظامی اخراجات، ثمنِ عقد کی ادائیگی، حفاظتی نقطۂ نظر کے اقدامات اور دستاویزات، التزامات کی عدمِ ادائیگی، عقد ختم ہونے، التزامات کی عدم ادائیگی کی صورت میں صدقہ لازم ہونا، یقین دہانیاں، لاگت بڑھنے کی صورت سے متعلق امور، ادائیگی میں تصفیہ اور عمومی نوعیت کے بعض دیگر امور شامل ہوتے ہیں۔

دوسرا معاہدہ "Salam Agreement-1" ہے۔ یہ مسلم فیہ کی فروختگی کیلئے عقدِ سلم کے تحریری ایجاب (Written Offer) کا مجوّزہ خاکہ ہے۔ اس میں مسلم فیہ کی مقدار یا تعداد، اوصاف، طے شدہ قیمت، مسلم فیہ کی سپردگی کی تاریخ، شرائط، اور جگہ کا ذکر ہوتا ہے۔

تیسرا معاہدہ "Salam Agreement-2" ہے۔ یہ دو امور: (1) مسلم فیہ کی سپردگی کی اطلاع (Notice of Delivery) اور (2) مسلم فیہ یا سامان وصولی کی رسید (Goods Receiving Note) پر مشتمل ہے۔

ان تین معاہدات پر مشتمل مجموعہ عقدِ سلم کی دستاویزی شکل کا ایک مجوّزہ اجمالی خاکہ ہے۔ مالیاتی ادارے آسانی کے پیشِ نظر بعینہ اس خاکہ (Framework) کے مطابق عقدِ سلم کی دستاویزی شکل استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنی عمومی انتظامی ضروریات اور ہر عقدِ سلم کی مخصوص انفرادی تفصیلات کے لحاظ سے اس خاکہ میں کچھ تبدیلی کر کے ان اصولی حدود میں رہتے ہوئے عقدِ سلم کی نئی دستاویزی شکل بھی وضع کر سکتے ہیں، جیسا کہ اداروں کا عام معمول (Practice) یہی ہے کہ بنیادی امور میں یکسانیت کے باوجود ہر مالیاتی ادارہ کے عقود (Contracts) اور معاہدے (Agreements) دیگر اداروں سے کچھ مختلف ہوتے ہیں۔

- **2۔ متوازی سلم (Parallel Salam)**

تعارف (Introduction)

یہ اسلامی مالیاتی اداروں (IFIs) میں رائج عقدِ سلم کی دوسری قسم ہے۔ اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ آج کل مختلف غیر سودی بینکوں اور اسلامی مالیاتی اداروں میں عقدِ سلم کا ایک ایسا طریقہ استعمال ہو رہا ہے جو دو مختلف عقودِ سلم کا مجموعہ یا دو عقودِ سلم سے مرکب عقد ہوتا ہے۔ اسے عربی میں "السّلم الموازي"، اردو میں "متوازی سلم" اور انگریزی میں "Parallel Salam"، یا "Back-to-Back Salam" کہا جاتا ہے۔

عقدِ سلم سے متعلق یہ ایک نئی اصطلاح ہے جو معاصر اداروں میں عملی طور پر رائج طرقِ تمویل میں شامل ہے۔ عقدِ سلم کی جدید اشکال اور معاصر تطبیقات کا اہم اور قابلِ ذکر حصہ ہونے کی حیثیت سے یہاں اس اصطلاح کی حقیقت اور شرعی حکم کا جائزہ ضروری ہے۔

(الف)۔ متوازی سلم کی حقیقت (Nature of Parallel Salam)

اس معاملہ کی حقیقت یہ ہے کہ عاقدین عقدِ سلم کا ایک معاملہ کرتے ہیں، اس عقدِ سلم میں عاقدین کے ذمہ مختلف ذمہ داریاں اور التزامات عائد ہوتے ہیں۔ ان ذمہ داریوں اور التزامات کی ادائیگی سے بری الذمہ ہونے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی عاقد آگے کسی تیسرے فریق کے ساتھ عقدِ سلم کا ایک اور معاملہ کر کے اس کے ذریعہ پہلے عقد کے واجبات یا حقوق والتزامات کی ادائیگی کا انتظام کرتا ہے، مثلاً پہلے عقدِ سلم کا بائع مقرّرہ میعاد پر مسلم فیہ کی سپردگی کیلئے مسلم فیہ کسی بھی جگہ سے حاصل کر سکتا ہے، اس مقصد کیلئے وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ تیسرے فریق سے مسلم فیہ کی خریداری کر کے مقرّرہ میعاد پر پہلے عقدِ سلم کے ربّ السلم کے سپرد کر دے۔ نیز پہلے عقد کا مسلم الیہ جس طرح یہ خریداری عام بیوعات میں سے کسی عقدِ بیع کے ذریعہ کر سکتا ہے، اسی طرح بیع سلم کے ذریعہ بھی کر سکتا ہے۔ بیع سلم کے ذریعہ خریداری میں یہاں بیع سلم کا ایک متوازی عقد ہو گا، اور ایسی صورت میں پہلے عقدِ سلم کا مسلم الیہ متوازی سلم میں ربّ السلم کی حیثیت سے معاملہ کرے گا۔

یہ دوسرا عقدِ سلم (متوازی سلم) پہلے عقدِ سلم کی وجہ سے عائد ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی غرض سے کیا جاتا ہے، نیز دونوں عقود میں مسلم فیہ کے اُوصاف یعنی مقدار اور معیار وغیرہ یکساں ہوتے ہیں۔ للہٰذا ظاہری لحاظ سے دوسرا عقدِ سلم پہلے عقدِ سلم کے نتیجہ میں، بلکہ اس

کے متوازی طور پر واقع کیا جاتا ہے۔ غرض یہاں سلم کے دو الگ الگ عقود ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ یعنی متوازی طور پر چل رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس معاملہ کیلئے ایک خاص اصطلاح "متوازی سلم"، وضع کی گئی ہے، چنانچہ اب اس نوعیت کا ہر معاملہ اسی اصطلاحی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

إذا دخل المسلم إليه في عقد سلم مستقل مع طرف ثالث للحصول على سلعة مواصفاتها مطابقة للسلعة المتعاقد على تسليمها في السلم الأول ليتمكن من الوفاء بالتزامه فيه، فإن هذا العقد يسمى في العرف المعاصر: السلم الموازي[5].

ترجمہ: جب مسلم الیہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ عقدِ سلم کا مستقل معاملہ کرتا ہے تاکہ وہ ایسا سامان (مسلم فیہ) حاصل کر سکے جو اس سامان کے مطابق ہو جس کی سپردگی کا پہلے عقدِ سلم میں عقد ہوا ہے تاکہ وہ (مسلم الیہ) اپنی (عقدِ اُول میں سامان کی سپردگی کی) ذمہ داری پوری کر سکے۔ لہٰذا یہ عقد معاصر عرف میں "متوازی سلم" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

البتہ متوازی سلم چونکہ درحقیقت عقدِ سلم کا ایک مستقل معاملہ ہوتا ہے، لہٰذا متوازی سلم میں بیع سلم کے تمام شرعی اُحکام اور بیع سلم صحیح ہونے کیلئے درکار تمام شرائط کی رعایت رکھنا لازم ہوتا ہے۔ الگ اصطلاحی نام سے موسوم ہونے کے باوجود بیع سلم کے اُحکام اور شرائط میں سے کوئی چیز ساقط نہیں ہوگی۔ چنانچہ اُحکام اور شرائط کی رعایت کے تناظر میں پہلا عقدِ سلم اور متوازی سلم دونوں عقود یکساں حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

تنطبق جميع أحكام السلم المبينة في الفقرات 1-5 على السلم الموازي[6].

ترجمہ: عنوانات "۱ تا ۵" میں بیان کردہ سلم کے تمام اُحکام متوازی سلم پر منطبق ہونگے۔

لہٰذا ان دونوں میں سے کوئی عقد ثانوی حیثیت کا حامل، یا دوسرے عقد کے تابع نہیں ہوتا۔ نیز یہ دونوں عقد مستقل اور ایک دوسرے سے بالکل آزاد ہوتے ہیں۔ یہ دونوں عقد آپس میں مربوط، مشروط، یا ایک دوسرے پر موقوف نہیں ہوتے۔

(ب)۔ متوازی سلم کی ساخت(Structure of Parallel Salam)

اس معاملہ کی ساخت کا حاصل یہ ہے کہ عاقدین آپس میں پہلے ایک عقدِ سلم کرتے ہیں جس کی رُو سے ان کے ذمہ مختلف ذاریاں عائد ہوتی ہیں، مثلاً مسلم الیہ کے ذمہ میں لازم ہو جاتا ہے کہ وہ مطلوبہ اوصاف کی حامل مسلم فیہ مقرّرہ میعاد پر ربّ السلم کے سپرد کرے۔ اس کا انتظام کرنے کیلئے وہ آگے سلم کا ایک اور عقد کرتا ہے جس میں وہ مسلم فیہ حاصل کیلئے ربّ السلم کی حیثیت سے عقدِ سلم کرتا ہے۔ یہ دوسرا عقدِ سلم متوازی سلم ہے۔ اس متوازی سلم کا مسلم الیہ جب مسلم فیہ اسے سپرد کر دیتا ہے تو مسلم فیہ کی ملکیت اور ضمان اس کی طرف منتقل ہونے کے بعد وہ اسے پہلے عقدِ سلم کے ربّ السلم (خریدار) کو فراہم کر دیتا ہے۔ لہٰذا پہلے عقدِ سلم کا مسلم الیہ دوسرے یعنی متوازی عقدِ سلم میں ربّ

السلم ہوتا ہے۔

اسی طرح متوازی سلم کا معاملہ پہلے عقدِ سلم کے ربّ السلم کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں پہلے عقدِ سلم کا ربّ السلم متوازی عقدِ سلم میں مسلم الیہ ہو گا۔

متوازی سلم کون سا عاقد کر سکتا ہے؟

متوازی سلم کی ساخت سے واضح ہے کہ متوازی سلم کا معاملہ پہلے عقدِ سلم کے عاقدین (مسلم الیہ اور ربّ السلم) میں سے ہر ایک عاقد کر سکتا ہے۔ لہٰذا ساخت کے لحاظ سے متوازی سلم کی **دو ممکنہ صورتیں** ہو سکتی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ عقدِ اوّل کا مسلم الیہ (بائع) کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا مستقل معاملہ کرے۔ اس صورت میں پہلے عقدِ سلم کا بائع متوازی سلم میں خریدار ہو گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ "اَلف" نے "ب" کو مثلاً ایک ہزار بوری گندم بیچنے کا عقدِ سلم کیا اور اس کی سپردگی کی کوئی میعاد مثلاً ۳۱/مارچ کی تاریخ مقرّر کر لی۔ اب یہاں "اَلف" مسلم الیہ (بائع) ہے، اور اس عقدِ سلم کی رُو سے وہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ مقرّرہ تاریخ پر مسلم فیہ (ایک ہزار بوری گندم) ربّ السلم/خریدار "ب" کے سپرد کرے۔ چنانچہ "اَلف" اپنے ذمہ واجب الأداء مسلم فیہ گندم کی سپردگی کا انتظام اس طرح کرتا ہے کہ وہ آگے ایک تیسرے فریق "ج" سے اتنی گندم کی خریداری ایک متوازی عقدِ سلم کر لیتا ہے جس میں "اَلف" کی حیثیت ربّ السلم (خریدار) اور "ج" کی حیثیت مسلم الیہ (بائع) کی ہو گی، اور اس کیلئے ۳۱/مارچ یا اس سے پہلے کی کوئی تاریخ میعاد کے طور پر مقرّر کی جائیگی تاکہ پہلے عقدِ سلم کی مقرّرہ مدّت یعنی ۳۱/مارچ کی تاریخ پر "ب" کو مسلم فیہ (ایک ہزار بوری گندم) کی سپردگی ممکن ہو۔ اس کا حاصل یہ ہو گا کہ "اَلف" نے "ج" سے متوازی سلم کے ذریعہ گندم خرید کر پہلے عقدِ سلم کے ذریعہ "ب" کو فروخت کی ہے۔ اس مثال میں "اَلف" پہلے عقدِ سلم میں مسلم الیہ (بائع) اور متوازی عقدِ سلم میں ربّ السلم (خریدار) ہے۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

يجوز للمسلم إليه أن يعقد سلما موازيا مستقلا مع طرف ثالث للحصول على سلعة مواصفاته مطابقة للسلعة المتعاقد على تسليمها في السلم الأول ليتمكن من الوفاء بالتزامه فيه. وفي هذه الحالة يكون البائع في السلم الأول مشتريا في السلم الثاني[7].

ترجمہ: مسلم الیہ (بائع) کیلئے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا ایک مستقل عقد کرے ایسے سامان کی خریداری میں جو اپنے اُوصاف میں اس سامان کے مطابق ہو جس کی سپردگی کا پہلے عقدِ سلم میں عقد ہوا ہے تاکہ وہ (مسلم الیہ) اپنی (عقدِ اُول میں سامان کی سپردگی کی) ذمہ داری پوری کر سکے۔ اس حالت میں پہلے عقدِ سلم کا بائع دوسرے عقدِ سلم میں خریدار ہو گا۔

جبکہ **دوسری صورت** یہ ہے کہ عقدِ اوّل کا ربّ السلم (خریدار) کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا مستقل معاملہ کرے۔ اس صورت

میں پہلے عقدِ سلم کا خریدار متوازی سلم میں بائع ہو گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ''اَلف'' نے ''ب'' سے ایک ہزار بوری گندم کی خریداری کا عقدِ سلم کیا ہو جس کی سپردگی کا وقت مقرّر کیا گیا، تو ''اَلف'' آگے ''ج'' کے ساتھ سلم کا ایک متوازی عقد کر سکتا ہے جس میں وہ مسلم الیہ (بائع) اور ''ج'' ربّ السلم (خریدار) ہو گا۔ اس طرح ''اَلف'' نے ''ب'' سے پہلے عقدِ سلم کے ذریعہ جو گندم خریدی ہو گی، وہ اس گندم کو متوازی عقدِ سلم کے ذریعہ ''ج'' کو فروخت کر دیتا ہے اور عقدِ سلم کے تقاضے کے مطابق اسے یہ گندم سپرد کرنے کی میعاد مقرّر کرلیتا ہے۔ چنانچہ ''اَلف'' عقدِ اَوّل میں ربّ السلم (خریدار) ہونے کی حیثیت سے اپنی خریدی ہوئی مسلم فیہ (گندم) مقرّرہ میعاد پر ''ب'' سے حاصل کر کے اسے آگے متوازی سلم کے عقد میں مسلم الیہ (بائع) ہونے کی حیثیت سے متوازی سلم کی مقرّرہ میعاد پر ''ج'' کے سپرد کر دیگا۔ اس مثال میں ''اَلف'' پہلے عقدِ سلم میں ربّ السلم (خریدار) اور متوازی عقدِ سلم میں مسلم الیہ (بائع) ہے۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

يجوز للمسلم أن يعقد سلما موازيا مستقلا مع طرف ثالث لبيع سلعة مطابقة في مواصفاتها للسلعة التي اشتراها بعقد السلم الأول. وفي هذه الحالة يكون المشتري في السلم الأول بائعا في السلم الثاني[8].

ترجمہ: مسلم/ربّ السلم (خریدار) کیلئے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا ایک مستقل عقد کرے ایسے سامان کی فروختگی کیلئے جو اپنے اَوصاف میں اس سامان کے مطابق ہو جو اس (عقدِ اَوّل کے ربّ السلم) نے سلم کے پہلے عقد میں خریدا ہے۔ اس حالت میں پہلے عقدِ سلم کا خریدار دوسرے عقدِ سلم میں بائع ہو گا۔

(ج)۔ متوازی سلم کا شرعی حکم (Sharia' Ruling about Parallel Salam)

متوازی سلم کا معاملہ دو شرائط کی رعایت کے ساتھ جائز ہے۔

متوازی سلم کے جواز کی شرائط

متوازی سلم کے جواز کی دو شرائط ہیں:

۱۔ متوازی سلم کا عقد کسی تیسرے فریق کے ساتھ ہو، پہلے عقدِ سلم کے عاقدین کے مابین نہ ہو۔

۲۔ دونوں عقودِ سلم (پہلا عقدِ سلم اور متوازی سلم) باہم مربوط نہ ہوں۔

ان دونوں شرائط کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ متوازی سلم کا عقد کسی تیسرے فریق کے ساتھ ہو۔ لہٰذا پہلے عقدِ سلم کا مسلم الیہ (بائع) متوازی سلم میں ربّ السلم (خریدار) نہیں بن سکتا کیونکہ یہ بیع عینہ (Buy-Back Contract) کا معاملہ بن جائیگا جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ پہلے عقدِ سلم کے عاقدین آپس میں متوازی سلم نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ اگر متوازی سلم کا ربّ السلم (خریدار) بالکل الگ قانونی وجود رکھتا ہو، لیکن وہ مکمل طور پر پہلے عقدِ

سلم کے مسلم الیہ (بائع) کی ملکیت ہو تو اس عاقد کی جداگانہ قانونی حیثیت کے باوجود متوازی سلم کا معاملہ ناجائز ہوگا کیونکہ یہ معاملہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے بیع عینہ ہی کا معاملہ ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

بذریعہ مثال اس کی وضاحت یہ ہے کہ "الف" اور "ب" کے مابین ایک عقدِ سلم ہوا جس میں "الف" (ربّ السلم) نے "ب" (مسلم الیہ) سے گندم خریدی۔ یہاں بالفرض "ب" ایسی کمپنی ہے جس کی ایک ذیلی کمپنی "ج" ہے۔ کمپنی "ج" اپنا مستقل قانونی وجود رکھتی ہے، لیکن وہ مکمل طور پر "ب" کی ملکیت ہے۔ یہاں "الف" اس "ج" کمپنی کے ساتھ متوازی سلم کا عقد نہیں کر سکتا، کیونکہ ملکیت کے لحاظ سے یہ درحقیقت "ب" کے ساتھ عقد ہوگا، گویا کہ یہ پہلے عقدِ سلم کے عاقدین کا اسی مسلم فیہ پر آپس میں دوسرا عقدِ سلم ہے جو بیع عینہ ہونے کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہے۔ لہٰذا "الف" اور "ج" کے مابین متوازی سلم کا عقد نہیں ہو سکتا۔

البتہ اگر "ج" کمپنی مکمل طور پر "ب" کی ملکیت نہ ہو تو "الف" اور "ج" کے مابین متوازی عقدِ سلم ہو سکتا ہے۔ یہ اس وقت بھی ہو سکتا ہے جبکہ "ب" اور "ج" کے بعض حصہ دار (شیئر ہولڈرز) مشترک ہوں[9]۔

۲۔ متوازی سلم جائز ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ سلم کے دونوں عقود باہم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط نہ ہوں، بلکہ دونوں عقود کا اپنے حقوق اور التزامات میں ایک دوسرے سے الگ الگ عقد ہونا واجب ہے۔ چنانچہ جب یہ دونوں عقودِ سلم اپنے حقوق اور التزامات میں باہم مربوط نہیں ہونگے تو اگر ان میں سے کسی ایک عقد میں کوئی عاقد اپنی ذمہ داری (مثلاً مسلم فیہ کی سپردگی) پوری نہ کر سکا تو دوسرے عقد پر اس کا اثر نہیں پڑے گا، بلکہ دوسرے عقد میں عاقدین اپنے ذمہ میں لازم حقوق اور التزامات کی ادائیگی کے پابند ہونگے، خواہ اس کیلئے مسلم فیہ بازار سے خرید کر سپرد کرنے کی ضرورت درپیش ہو۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

لا يجوز ربط عقد السلم بعقد سلم آخر، بل يجب أن يكون كل واحد منهما مستقلا عن الآخر في جميع حقوقه والتزاماته. وعليه فإن أخل أحد الطرفين في عقد السلم الأول بالتزامه لا يحق للطرف الآخر (المضرر بالإخلال) أن يحيل ذلك الضرر إلى من عقد معه سلما موازيا، سواء بالفسخ أو تأخير التنفيذ[10].

ترجمہ: ایک عقدِ سلم کو دوسرے عقدِ سلم سے مربوط کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے حقوق اور التزامات میں دوسرے سے مستقل طور پر الگ ہونا واجب ہے۔ اسی پر یہ مسئلہ مبنی ہے کہ اگر پہلے سلم کے عاقدین میں سے کسی نے اپنی ذمہ داری پوری کرنی میں کوتاہی کی تو دوسرے عاقد (کوتاہی سے نقصان اٹھانے والے فریق) کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ اپنا نقصان اس فریقِ ثالث کی طرف پھیرے جس کے ساتھ اس نے متوازی سلم کیا ہے، خواہ وہ ایسا عقد کو فسخ کرنے کے ذریعہ سے کرے یا عقد کو نافذ کرنے میں تاخیر کے ذریعہ سے (بہر حال اسے یہ حق حاصل نہیں)۔

متوازی سلم کے جواز کی دلیل

متوازی سلم کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے یہ سلم کے دو الگ الگ عقود سے تشکیل پانے والا معاملہ ہے۔ اور عقدِ سلم ایک جائز عقد ہے، لہٰذا معاملہ میں خواہ سلم کا ایک عقد ہو، یا دو عقودِ سلم ہوں، یا دو سے زائد ہوں تو وہ معاملہ جائز ہوگا، جبکہ اس میں ممانعت کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو۔

عالمی شرعی معیارات میں ہے:

مستند مشروعية السلم الموازي أنه عبارة عن صفقتي سلم كل واحدة منفصلة عن الأخرى بالرغم من مراعاة تماثل الصفات بين العقدين، فلا يفضي ذلك إلى صورة بيعتين في بيعة المنهي عنها[11].

ترجمہ: متوازی سلم کی مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ سلم کے دو ایسے عقود سے عبارت ہے کہ ان دونوں عقود میں صفات کی آپس میں مماثلت کی رعایت کے باوجود ان میں سے ہر ایک عقد دوسرے سے علیحدہ ہے، لہٰذا یہ بیع کے ایک معاملہ میں دو بیوع کی ممنوع صورت کی طرف نہیں لے جائے گا۔

متوازی سلم میں عدمِ جواز کی ممکنہ وجوہات

دو عقودِ سلم سے مرکب متوازی سلم کے معاملہ میں ممانعت کی دو ممکنہ وجوہات کا احتمال ہے۔

پہلی وجہ "بیع عینہ" کی خرابی ہو سکتی ہے، اور دوسری وجہ ایک صفقہ (معاملہ) میں دو مختلف معاملات کو ایک ساتھ انجام دینا ہو سکتا ہے۔ ان دونوں خرابیوں کی ممانعت اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔

سننِ اَبو داؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیع عینہ کے بارے میں روایت ہے:

عن ابن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إذا تبايعتم بالعينة، وأخذتم أذناب البقر، ورضيتم بالزرع، وتركتم الجهاد، سلط الله عليكم ذلا لا ينزعه حتى ترجعوا إلى دينكم»[12].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "جب تم آپس میں بیع عینہ کا معاملہ کرو، اور بیلوں کی دُمیں پکڑ لو، اور زراعت (کاشتکاری) پر راضی ہو جاؤ، اور جہاد کو چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلّت مسلط کرے گا جسے وہ اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ لوٹ جاؤ"۔

اور ایک ہی صفقہ (معاملہ) میں دو مختلف معاملات کو ایک ساتھ انجام دینے کے بارے میں مشکاۃ المصابیح میں امام مالکؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ کے حوالے سے حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة[13].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کے ایک ہی معاملہ میں دو بیوعات کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ان دونوں خرابیوں کی اجمالی وضاحت درج ذیل ہے۔

1۔ بیع عینہ (Buy-Back Sale)

پہلی ممکنہ خرابی یعنی **بیع عینہ** ایسی بیع سے عبارت ہے جس میں پوری مبیع یا اسکا بعض حصہ اپنے بائع یا اس کے نامزد کردہ شخص کو واپس فروخت کرنے کی شرط لگائی گئی ہو۔

بیع عینہ کا معاملہ عموماً اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی حاجت مند کسی سے قرض حاصل کرنا چاہتا ہے، اور وہ شخص اس لئے قرض دینے سے انکار کر دیتا ہے کہ اس کی نیت اپنی دی ہوئی رقم پر نفع حاصل کرنے کی ہوتی ہے، جبکہ قرض پر نفع کا حصول سود ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہوگا۔ اس سے بچنے کیلئے وہ ایک حیلہ اختیار کرتا ہے کہ مثلاً اگر حاجت مند کو ایک سو(100) روپے کی ضرورت ہو تو یہ شخص اسے اپنی کوئی چیز مثلاً ایک سو روپے کی کتاب ایک سو بیس(120) روپے میں فروخت کرتا ہے، اور اسے کہتا ہے کہ اب وہ یہ کتاب اسے ایک سو(100) روپے میں واپس فروخت کر دے۔ اس طرح وہ حاجت مند کو ایک سو روپے دے کر اس سے بیس روپے کا نفع حاصل کر لیتا ہے، اور یہ بیس روپے حاجت مند کے ذمہ میں قرض ہو جاتے ہیں۔ بائع اپنی دانست میں اس بیس روپے کو بیع کا نفع سمجھتا ہے، جبکہ درحقیقت یہ ایک طرح کا سودی معاملہ ہے کیونکہ بیع کرنا فریقین کا اصل مقصد نہیں ہوتا، بلکہ اسے محض ایک کاغذی کاروائی کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔

ایسی بیع کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانیؒ فرماتے ہیں:

وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال ذميم اخترعه أكلة الربا[14].

ترجمہ: امام محمدؒ نے فرمایا: "یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کی طرح قابلِ مذمّت (سخت اور بوجھ والی) ہے، اسے سود خوروں نے ایجاد کیا ہے"۔

بیع عینہ کی یہ تفسیر متعدد کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ اس ضمن میں حضرات فقہاءِ کرام کی عبارات کا حاصل یہ ہے کہ بیع عینہ میں دو عناصر شامل ہوتے ہیں:

1۔ اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ خریدار مبیع کو واپس بائع (بیچنے والے) یا اس کے نامزد کردہ شخص کو فروخت کرنے کا پابند ہوگا۔ لہٰذا اگر خریدار کو مکمل اختیار ہو کہ وہ مبیع بازار میں یا کسی ایسے تیسرے شخص کو فروخت کر سکتا ہے جو بائع یا اس کا نامزد کردہ شخص نہ ہو تو ایسی صورت میں بیع عینہ کی خرابی لازم نہیں آئے گی۔

2۔ بائع یا اس کے نامزد کردہ تیسرے شخص کے پاس بعینہ اسی مبیع کا تمام یا اس کا طے شدہ کچھ حصہ واپس آئے۔ لہٰذا مبیع کے بجائے کسی اور چیز کی واپسی کی صورت میں بھی بیع عینہ کی خرابی لازم نہیں آئے گی۔

2۔ "صفقتین فی صفقہ" (ایک معاملہ میں دو مختلف معاملات ایک ساتھ انجام دینا)

دوسری ممکنہ خرابی "صفقتین فی صفقہ" یعنی **ایک صفقہ (معاملہ) میں دو مختلف معاملات کو ایک ساتھ** انجام دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سے

زائد معاملات اس طرح کئے جائیں کہ ان میں سے دو یا زائد معاملات باہم مشروط اور ایک دوسرے پر اس طرح موقوف ہوں کہ ہر معاملہ اپنی انفرادی حیثیت میں واقع ہونے کے بجائے دوسرا معاملہ کرنے کی شرط پر موقوف ہو۔اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنی چیز اس شرط پر فروخت کرے کہ خریدار اسے کچھ رقم قرض دیگا، تو یہاں بیع کا معاملہ قرض پر موقوف ہے، جبکہ قرض بیع کی وجہ سے دیا جارہا ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ عاقدین کا اصل مقصد کوئی ایک معاملہ کرنا ہوتا ہے، لیکن کسی فریق کی طرف سے ایسی شرط عائد کردی جاتی ہے جس کی رُو سے اس معاملہ میں کوئی مستقل معاملہ مشروط ہوتا ہے۔اس صورت میں "صفقتین فی صفقۃ" کی خرابی لازم آتی ہے جس کی ممانعت اُحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، کیونکہ شریعت کا مزاج ہے ہر معاملہ اپنی انفرادی حیثیت میں مستقل طور پر کیا جائے تاکہ کوئی شخص اپنی وسعت سے بڑھ کر معاملہ کرنے پر مجبور نہ ہو بلکہ وہ اپنی ضرورت وحاجت اور وسعت واستطاعت کے بقدر معاملہ کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہو۔شرعی نقطۂ نظر سے اسکی حکمت یہ ہے کہ کسی ضرورتمند کو اسکی گنجائش سے بڑھ کر دوسرا معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا جاسکے۔

"صفقتین فی صفقۃ" کی ممانعت کا مصداق

اگر کوئی شرط صلبِ عقد یعنی اصل عقد میں لگائی جائے، اور عقد کا وقوع، نفاذ، یا تکمیل اس شرط پر موقوف ہو تو یہ معاملہ "صفقتین فی صفقۃ" کی خرابی کا مصداق بن جائے گا۔

البتہ اگر کسی شرط کا ذِکر عقد سے پہلے یا بعد میں وعدہ کے طور پر کیا گیا ہو، جبکہ وہ شرط بوقتِ عقد صلبِ عقد کا حصہ نہ ہو تو اس سے عقد فاسد نہیں ہوتا، اور "صفقتین فی صفقۃ" کی خرابی لازم نہیں آئے گی۔

متوازی سلم میں عدمِ جواز کی دونوں ممکنہ وجوہات کا سدِّ باب

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے متوازی سلم کا معاملہ اپنی ظاہری ساخت کے اعتبار سے ممکنہ طور پر مالی معاملات کی دو خرابیوں کا احتمال رکھتا ہے۔ لہٰذا متوازی سلم میں ان دونوں ممکنہ خرابیوں کے سدِّ باب کیلئے متوازی سلم میں مذکورہ دو شرائط (۱۔ سلم کا معاملہ تیسرے فریق کے ساتھ ہونا، ۲۔ دونوں عقودِ سلم کا باہم مربوط نہ ہونا) کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

ان دو شرائط کی رُو سے مذکورہ دونوں خرابیوں کے سدِّ باب کی تفصیل یہ ہے کہ:

پہلی شرط کی رُو سے پہلے عقدِ سلم کے عاقدین آپس میں متوازی سلم نہیں کرینگے، بلکہ متوازی سلم کا معاملہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ ہوگا تو اس میں بیع عینہ کا سدِّ باب ہو جائے گا کیونکہ بیع عینہ کی خرابی اس وقت لازم آتی ہے جبکہ پہلے عقد کے عاقدین دوسرا معاملہ آپس میں انجام دینگے۔

اور دوسری شرط کی رُو سے جب اس معاملہ میں دونوں عقودِ سلم (پہلا عقدِ سلم اور متوازی سلم) آپس میں مربوط، باہم مشروط، یا ایک دوسرے پر موقوف نہیں ہونگے، بلکہ دونوں عقود مکمل طور پر آزادانہ انفرادی حیثیت سے واقع ہونگے تو ایک صفقہ (معاملہ) میں مشروط طور پر دو مختلف معاملات کو ایک ساتھ انجام دینے کی خرابی لازم آنے کا سدِّ باب ہو جائے گا کیونکہ اس حیثیت میں یہاں دونوں عقود کا آپس میں

کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ متوازی سلم کا معاملہ فی نفسہ جائز ہے اور مذکورہ دونوں شرائط کی وجہ سے ممانعت کی ممکنہ وجوہات کی نفی ہو جاتی ہے۔ لٰہذا متوازی سلم ایسا جائز معاملہ ہے جس میں شرعی لحاظ سے ممانعت کی کوئی وجہ یا سبب موجود نہیں ہے۔ چنانچہ مذکورہ دو شرائط (۱۔ متوازی سلم کا معاملہ تیسرے فریق کے ساتھ ہونا، ۲۔ دونوں عقودِ سلم کا باہم مربوط نہ ہونا) کی رعایت کے ساتھ اسے ایک شرعی طریقۂ تمویل کے طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے۔

(د)۔اسلامی مالیاتی اداروں میں متوازی سلم (Parallel Salam in IFIs)

متوازی سلم کے معاملہ میں ادارہ دو مختلف عقودِ سلم کرتا ہے۔ان میں سے ایک عقد میں ادارہ مسلم الیہ، جبکہ دوسرے میں ربّ السلم ہوتا ہے۔ یہ دونوں سلم کے دو (2) مستقل عقود ہوتے ہیں۔ان میں سے ہر عقد میں تمام شرائطِ سلم کی مکمل رعایت ضروری ہے۔

نیز ان دونوں عقود کا ایک دوسرے سے بالکل آزاد ہونا ضروری ہے۔ان دونوں کو آپس میں اس طرح مربوط نہیں کیا جاسکتا کہ ایک عقد کے حقوق اور التزامات دوسرے پر موقوف ہوں۔ ہر عقد کا مستقل طور پر نافذ ہونا،اور اس کی کارکردگی کا دوسرے عقد سے تعلق نہ ہونا شرط ہے۔

یہاں چونکہ دونوں عقود باہم مشروط نہیں ہوتے، لٰہذا مقرّرہ میعاد پر پہلے عقدِ سلم کا مسلم الیہ "ب"، اگر مسلم فیہ کو ربّ السلم "اَلف" کے سپرد نہ کرسکے، یا مطلوبہ مقدار اور معیار کے مطابق سپرد نہ کر سکے تو دوسرے عقد یعنی متوازی سلم کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، بلکہ متوازی سلم کی وجہ سے "اَلف" کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ متوازی سلم کے خریدار "ج" کو مقرّرہ میعاد پر طے شدہ صفات کے مطابق مسلم فیہ فراہم کرے، خواہ اسے وہ بازار سے یا "ب" کے علاوہ کسی دوسرے بائع سے خرید کر دینی پڑے۔ غرض ایک عقد میں نقصان، کمی، کوتاہی، تعدّی، عدمِ ادائیگی یا کسی قسم کی بے قاعدگی کا دوسرے متوازی عقدِ سلم پر کوئی اثر یا فرق نہیں پڑے گا۔

مالیاتی اداروں/بینکوں میں ہونے والے متوازی سلم کی ایک مثال یہ ہے کہ ادارہ/بینک (ربّ السلم) پہلے عقدِ سلم کے ذریعہ کاشتکاروں سے کپاس خریدتا ہے، پھر وہ ادارہ/بینک ایک نئے متوازی عقدِ سلم کے ذریعہ مسلم الیہ (بائع) کی حیثیت سے یہ کپاس دھاگہ یا کپڑا وغیرہ بنانے والے کارخانوں یا کاٹن جننگ فیکٹریز کو فروخت کر دیتا ہے۔ان دونوں عقود میں آپس میں کوئی ربط نہیں ہوتا، دونوں مستقل حیثیت سے انجام دیئے جاتے ہیں[15]۔

اس کی دوسری مثال یہ ہوسکتی ہے کہ کسی سیمنٹ فیکٹری کو اپنی پیداوار جاری رکھنے کیلئے سرمایہ درکار ہوتا ہے، مالیاتی ادارہ سیمنٹ فیکٹری کو عقدِ سلم کی بنیاد پر مطلوبہ سرمایہ کی تمویل کر دیتا ہے جس میں ادارہ ربّ السلم کی حیثیت سے اس سیمنٹ فیکٹری سے مثلاً ایک لاکھ بوریاں سیمنٹ خرید لیتا ہے۔ مسلم فیہ یعنی ایک لاکھ بوری سیمنٹ کی فراہمی کیلئے ایک میعاد مقرّر کرلی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد مالیاتی ادارہ آگے کسی تعمیراتی کمپنی یا بڑے منصوبے کے ٹھیکے دار سے ایک متوازی عقدِ سلم کرتا ہے جس میں مالیاتی ادارہ مسلم الیہ ہونے کی حیثیت سے سیمنٹ کی ایک لاکھ بوریاں فروخت کرتا ہے، اور ان کی فراہمی کیلئے وہی عقدِ اوّل میں مقرّر کردہ میعاد یا سابقہ میعاد کے بعد والی کوئی معلوم میعاد مقرّر کی جاتی

ہے۔ان دونوں عقود میں رأس المال کا فرق مالیاتی ادارے کا نفع ہوتا ہے۔

اسلامی مالیاتی اداروں میں متوازی سلم کے مقاصد(Objectives of Parallel Salam in IFIs)

اسلامی مالیاتی اداروں میں متوازی سلم کا معاملہ عموماً دو(2)مقاصد کے پیشِ نظر کیا جاتا ہے:

1۔پہلے عقدِ سلم کی ذمہ داریوں اور التزامات سے عہدہ برآ ہونا۔

2۔پہلے عقدِ سلم میں بعض ممکن الوقوع خطرات کا تدارک۔

ان دونوں مقاصد کی وضاحت یہ ہے۔

1۔پہلے عقدِ سلم کی ذمہ داریوں اور التزامات سے عہدہ برآ ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ ادارہ/بینک کے گاہک(Client) کو جس شعبہ میں تمویل درکار ہوتی ہے، بوقتِ عقد معقود علیہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے دیگر طرقِ تمویل شرکت، مضاربت وغیرہ کی بنیاد پر معاملہ کرنا ممکن نہیں ہوتا، لہذا عقدِ سلم کو طریقۂ تمویل کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے کیونکہ عقدِ سلم میں بوقتِ عقد معقود علیہ (مسلم فیہ) کا موجود ہونا شرط نہیں ہے۔پھر اس عقد کے التزامات کو پورا کرنے کیلئے ادارہ کسی جگہ سے مسلم فیہ کا انتظام کرتا ہے۔اس مقصد کیلئے معقود علیہ کی نوعیت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ادارہ خود بھی آگے ایک متوازی عقدِ سلم کرلیتا ہے جس کے ذریعہ وہ پہلے عقدِ سلم کے التزامات کی ادائیگی پر قدرت حاصل کرتا ہے۔

2۔پہلے عقدِ سلم میں بعض ممکنہ خطرات کے تدارک کی وضاحت یہ ہے کہ جب ادارہ/بینک ربّ السلم (خریدار) ہونے کی حیثیت سے عقدِ سلم کرتا ہے تو اس میں یہ امکان موجود ہوتا ہے کہ مقرّرہ میعاد پر مسلم فیہ کی بازاری قیمت گرنے کی وجہ سے اس کی مالیت اتنی کم ہو جائے کہ اس میں ادارے کا نقصان ہونے کا امکان ہو۔مالیت میں نقصان سے بچنے کیلئے تجارتی عرف میں بڑے پیمانے پر مستقلیات (Future Contracts) کے ناجائز معاملات کئے جاتے ہیں۔اصطلاحی الفاظ میں اسے ہیجنگ(Hedging) کا نام دیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ قیمت میں نقصان سے تحفظ کا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔اسلامی مالیاتی اداروں میں اسی مقصد کیلئے ہیجنگ(Hedging) کے جائز متبادل کے طور پر متوازی عقدِ سلم کا معاملہ کیا جاسکتا ہے، جس میں ادارہ مقرّرہ میعاد کے ساتھ کسی تیسرے فریق کو متوازی عقدِ سلم کے ذریعہ مسلم فیہ فروخت کرتا ہے جس میں وہ عقدِ سلم کی شرائط کے مطابق مسلم فیہ کی طے شدہ قیمت مجلسِ عقد میں وصول کرتا ہے۔اس طرح ادارہ مقرّرہ میعاد پر قیمت کی کمی کا نقصان برداشت کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر ادارہ عقدِ سلم کے ذریعہ دس لاکھ روپے کی گندم خریدتا ہے، اور اسے یہ اندیشہ ہے کہ مقرّرہ میعاد پر گندم کی مالیت دس لاکھ روپے سے کم ہوسکتی ہے جس سے اصل سرمایہ یعنی راس المال کی مالیت ہی پوری وصول نہیں ہوگی، چہ جائیکہ اس میں نفع ہو۔اس اندیشہ کے پیشِ نظر وہ تیسرے فریق کے ساتھ مسلم فیہ گندم بیچنے کا متوازی سلم کرلیتا ہے جس کی ادائیگی کیلئے وہی میعاد مقرّر کرلی جاتی ہے۔متوازی سلم کے راس المال کی مکمل ادائیگی عقدِ سلم کی شرائط کے مطابق مجلسِ عقد ہی میں ہو جائیگی۔چنانچہ راس المال وصول ہونے کے بعد اگر مسلم فیہ گندم کی مالیت کم ہو جاتی ہے تو اس نقصان کے اثرات متوازی سلم کرنے والے ادارہ پر نہیں پڑینگے۔

➢ نتائج/حاصل بحث(Findings)

مقالہ کے تحقیقی مباحث سے یہ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

1. اسلامی مالیاتی ادارے اپنی تمویلی سرگرمیوں میں مختلف جائز عقود پر مبنی طرقِ تمویل کا استعمال کرتے ہیں۔ان میں سے عقدِ سلم اور عقدِ استصناع ایسے عقودِ تمویل ہیں جن کا معقود علیہ (مسلم فیہ، مصنوعات) بوقتِ عقد موجود نہیں ہوتا، بلکہ آئندہ کسی وقت میں اس کی فراہمی اور تیاری کا آرڈر دیا جاتا ہے۔

2. اسلامی مالیاتی ادارے اپنی تمویلی سرگرمیوں میں بنیادی ساخت کے لحاظ سے دو طرح کے عقودِ سلم کا استعمال کرتے ہیں:

- سادہ (مفرد) عقدِ سلم: اس معاملہ میں سلم کا ایک عقد ہوتا ہے۔
- متوازی سلم: یہ معاملہ دو مستقل عقودِ سلم سے مل کر بنتا ہے۔

3. ان دونوں طرح کے عقودِ سلم کی ساخت کا شرعی تقاضہ یہ ہے کہ ان میں عقدِ سلم کیلئے شرعی لحاظ سے درکار تقاضوں یعنی ارکان، شرائط اور احکام کی رعایت کی جائے۔ عقدِ سلم کا ایجاب و قبول، عوضین (راس المال، مسلم فیہ) کی مقدار، صفات، ادائیگی، سپردگی کی کیفیت، اور جائز حدود میں ضمانات کی ایسی تعیین کی جائے جس میں عاقدین کے مابین کسی نزاع کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

4. مذکورہ شرعی تقاضوں کے علاوہ جائز حدود میں رہتے ہوئے انتظامی لحاظ سے اس میں مزید شرائط وضوابط عائد کئے جا سکتے ہیں۔

5. مالیاتی اداروں میں رائج عقودِ سلم میں انفرادی طور پر ان کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنے کیلئے ہر ادارے کے عقود کی جزئیات، شرائط اور شقوں کا انفرادی حیثیت میں شرعی جائزہ لینا ضروری ہے۔

6. مالیاتی اداروں میں رائج سادہ (مفرد) عقدِ سلم میں ایک عقدِ سلم (ادارہ اور فریقِ ثالث کے مابین) اور ایک عقدِ بیع (ادارہ اور گاہک کے مابین) ہوتا ہے۔ان دونوں عقود کی قیمت کا باہمی فرق ادارے کا نفع ہوتا ہے۔ادارہ گاہک کی مطلوبہ مسلم فیہ عقدِ سلم کے ذریعہ آرڈر پر مسلم الیہ سے حاصل کرتا ہے، اور اسے عقدِ بیع کے ذریعہ اپنے گاہک کو فروخت کر دیتا ہے۔

7. متوازی سلم کا معاملہ دو عقودِ سلم سے مرکب ہوتا ہے۔ایک عقدِ سلم ادارہ اور گاہک کے مابین، جبکہ دوسرا عقدِ سلم ادارہ اور فریقِ ثالث کے مابین ہوتا ہے۔ان دونوں میں سے ہر ایک عقد مستقل ہوتا ہے، دونوں میں عقدِ سلم کے تمام احکام و شرائط کی پوری رعایت کی جاتی ہے۔ لہٰذا دونوں عقودِ سلم یکساں حیثیت کے حامل ہوتے ہیں، کوئی عقد ثانوی یا تابع حیثیت نہیں رکھتا۔البتہ یہ دونوں عقودِ سلم باہم مربوط، مشروط، یا ایک دوسرے پر موقوف نہیں ہوتے، بلکہ ایک دوسرے سے بالکل آزاد ہوتے ہیں۔

8. پہلے عقدِ سلم کا ہر عاقد (مسلم الیہ، ربّ السلم) کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا معاملہ کر سکتا ہے۔پہلے عقدِ سلم کا مسلم الیہ متوازی سلم میں ربّ السلم، جبکہ پہلے عقدِ سلم کا ربّ السلم متوازی سلم میں مسلم الیہ ہوگا۔

9. متوازی سلم دو شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ متوازی سلم کسی تیسرے فریق کے ساتھ ہو، پہلے عقدِ سلم کے

عاقدین آپس میں متوازی سلم کا عقد نہ کریں۔ دوسری شرط ہے کہ دونوں عقودِ سلم باہم مربوط، مشروط یا ایک دوسرے پر موقوف نہ ہوں، بلکہ مستقل اور آزاد ہوں۔

10. متوازی سلم کے تشکیل دو جائز عقودِ سلم سے مل کر ہوتی ہے۔ نیز یہ مالی معاملات کی خرابیوں مثلاً بیع عینہ، سودی حیلہ بننا، ایک صفقہ (معاملہ) میں دو مختلف معاملات کو مشروط طور پر ایک ساتھ انجام دینا اور دیگر مالی فسادات سے پاک معاملہ ہے۔ لہٰذا متوازی سلم ایک جائز معاملہ ہے۔

11. اسلامی مالیاتی اداروں میں متوازی سلم عموماً دو مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے:

- پہلے عقدِ سلم کی ذمہ داریوں اور التزامات سے عہدہ برآ ہونے کیلئے۔
- پہلے عقدِ سلم کو لاحق بعض ممکنہ خطرات کے تدارک کیلئے۔

➢ سفارشات (Recommendations)

مذکورہ بالا نتائج کی روشنی میں مجوّزہ سفارشات درج ذیل ہیں۔

1) مستقبل میں حاصل ہونے والی پیداوار، فصل، غلہ، اناج وغیرہ کا عقد کرنے کیلئے عقدِ سلم مناسب ترین جائز عقد ہے۔

2) عقدِ سلم کی بنیادی حکمت ہی تمویل ہے۔ لہٰذا مسلم فیہ کے حصول تک مالی ضروریات کا انتظام کرنے کیلئے عقدِ سلم کی بنیاد پر سود سے پاک تمویل ہو سکتی ہے۔

3) سادہ (مفرد) استصناع میں عقدِ استصناع اور عقدِ بیع کے دستاویزات، اسی طرح متوازی سلم میں دونوں عقودِ سلم کے دستاویزات ایک دوسرے سے بالکل الگ اور مستقل ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں عقود کی تفصیلات آپس میں خلط نہ ہو جائیں۔

4) متوازی سلم کا معاملہ اس کی شرائطِ جواز کی رعایت کے ساتھ کیا جائے، تاکہ بیع عینہ، ایک ہی صفقہ (معاملہ) میں دو معاملات ایک ساتھ انجام دینے، یا سودی حیلہ بننے کی مالی خرابیوں سے بچا جا سکے۔

5) مفرد اور متوازی دونوں طرح کے عقودِ سلم میں ایجاب وقبول، عوضین کی تعیین، ادائیگی یا سپردگی کی کیفیت، ضمانات، گواہیاں، ثبوت وشواہد، وعدۂ بیع، اور وکالت (Agency) کے متعلق امور بالکل واضح طور پر بیان کئے جائیں، تاکہ عقد میں کوئی باعثِ نزاع ابہام یا جہالت باقی نہ رہے۔ نیز مذکورہ امور کی دستاویزی شکل میں بھی اس وضاحت کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

References

---

1. SBP, Department for International Development (DFID), (2019), Knowledge, Attitude and Practices of Islamic Banking in Pakistan (KAP) Study, 2.4: Modes Wise Financing, p: 4. URL: http://www.sbp.org.pk/publications/Kap.htm, accessed: November 28, 2020; 01:20PM PST.
2. AAOIFI: Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, 58/1, Bahrain, Safar 1439, November 2017, pg. 275.

3. Al Mayaeer al Shariyat: Alband: 2/1/2, pg. 276.
4. See: http://www.sbp.org.pk/press/Essentials/Salam%20Agreement.htm
5. Al Mayaeer al shariyat, Mulhiq (V), Al Muslim al Mavazi, pg. 291.
6. Al Mayaeer al shariyat, Al Muslim al Mavazi, Alband: 4/6, pg. 281.
7. Al Mayaeer al shariyat, Alband: 1/6, pg. 280-281.
8. Al Mayaeer al shariyat, Alband: 2/6, pg. 281.
9. Usmani, Justice (r), Mufti Muhammad Taqi. An Introduction to Islamic Finance, Idaratul Ma'arif, Karachi, (2000), p: 195.
10. Al Mayaeer al shariyat, Alband: 3/6, pg. 281.
11. Al Mayaeer al shariyat, Al Muslim al Mavazi, pg. 290.
12. Al Sajistani, al zadi, Abu Daooud, Suleman bin Ishat bin Ishaq bin Bashir bin Shidad bin Umro, Bab 55, V.2, pg. 134.
13. Al Tabrezi, Al Khateeb al Umri, Waliuddin, Abu Abdullah, Muhammad bin Abdullah, Mushkawat al Masabih, V. 2, pg. 248.
14. Ibn-e-Aabideen, Muhammad Ameen bin Umar bin Abdul Aziz Aabideen, ad-Dimishqi, Radd-ul-Muhtar A'la ad-Durr-il-Mukhtar, H. M. Saeed Company, Karachi, Without Edition and Year of Publication. V.5, pg. 326.
15. Al Mayaeer al Shariyat: Al Tarefat, Al muslim al Mavazi, pg. 291.